روشناس

حضرت سیدنا ریاض احمد گوہر شاہی

سرفروش پبلیکیشنز پاکستان

کتاب ہذا کے جملہ حقوق محفوظ ہیں

☆ نام کتاب روشناس

☆ مصنف **حضرت سیّد نا ریاض احمد گوھر شاھی** مدظلہ العالی

☆ تعداد ایک ہزار

☆ چھبیسویں بار جون ۲۰۰۳ء

☆ ناشر **سرفروش پبلیکیشنز پاکستان**

کمپوزنگ یا پرنٹنگ کی کسی بھی غلطی کیلئے پیشگی معذرت خواہ ہیں
غلطیوں کی نشاندہی کریں تا کہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح کی جا سکے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

اس دورِ ابتلا میں جبکہ نوجوان طبقہ دین سے نا آشنا ہو گیا۔ اور پھر ستم ظریفی یہ کہ روحانیت کا منکر، علماء کا دشمن، اور پیروں فقیروں سے بدظن ہوتا چلا گیا۔ یہ قصور ان نوجوانوں کا ہی نہ تھا بلکہ ان کو نہ ہی اکثر علماء میں وہ عمل مل سکا اور نہ ہی اکثر پیروں فقیروں میں وہ روشنی نظر آئی جنکے قصے کرامتیں یہ کتابوں میں پڑھتے تھے، اس پر مستزاد یہ کہ چند ظاہر بین علماء اور خالی مشائخ نے بھی ان کرامتوں کو بے بنیاد اور ناممکن کہہ دیا، لیکن حقیقت اس کے برعکس ہے۔ ہر وقت اور ہر دور میں تین سو ساٹھ (360) اولیاءاللہ نہ صرف موجود رہتے ہیں بلکہ خدمتِ انسانی کے لئے ہمہ تن مصروف رہتے ہیں، جن کی وجہ سے دنیا قائم اور پُر رونق ہے۔ یہ صرف ہماری نظر کا قصور ہے۔

اب بھی ہزاروں بندگانِ خدا روحانیت میں موجود ہیں، اور ان میں کافی روشن ضمیر بھی ہیں، لیکن وہ نسخہ عام دو کانوں میں نہیں ملتا۔ اس بھری دنیا میں اب بھی ذاکرِ قلبی، ذاکر روحی، ذاکرِ سلطانی، ذاکر قربانی، ہمارے ساتھ روزمرہ کے کاموں میں مگن ہیں لیکن ہمیں کچھ خبر نہیں، انہی چیزوں کی شناخت اور اس نسخہ کو عام کرنے کے لئے ہم نے یہ سلسلہ تبلیغی و روحانی شروع کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری مدد و اعانت فرمائے۔ اور ہماری اس سعی کو قبول فرمائے۔

خیر اندیش

چیئرمین سرفروش پبلیکیشنز پاکستان

اسلام میں پانچ رکن ہیں۔کلمہ،نماز،روزہ،حج،زکوٰۃ

پہلا اسلامی رکن یعنی کلمہ دائمی ہے اور بنیادی بھی اور باقی چار وقتی ہیں۔ ایک حدیث شریف میں ہے(بحوالہ محک الفقراء کلاں صفحہ 225)

من لم يؤدالفرض الدائم لن يقبل الله فرض الوقت

یعنی جوشخص فرضِ دائمی ادانہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ اس کے فرض وقتی کوبھی قبول نہیں کرتا۔ایک اور حدیث شریف میں ہے کہ

افضل الذکر لااله الاالله (ترمذی شریف)

ترجمہ:سب سے افضل ذکر **لااله الاالله** یعنی کلمہ طیبہ کا ہے۔

زبانی مسلمان اقرار زبان سے ہے اور حقیقی مسلمان تب ہوگا جب تصدیق قلب بھی ہو۔زبانی کلمہ پڑھنے والے تو لاکھوں کروڑوں ہیں لیکن زبان قلب سے پڑھنے والے چند ہی ہیں کیونکہ زبانی کلمہ پڑھنے والوں کوتہہ دل سے پڑھنے کا پتہ نہیں، یہی ایک نسخۂ رُوحانیت ہے۔یہ نسخہ سستا نہیں کیونکہ تہہ دل میں پہنچانے کے لئے نفس سے مقابلہ ضروری ہے ۔جب قلب کا منہ ایک دفعہ کھل جائے تو پھر بند نہیں ہوتا۔اور وہ ہر وقت کلمہ پڑھتا رہتا ہے۔چونکہ پورے کلمے کا مغز اسم ذات ہے،اس لئے کچھ سلسلے والے اسم اللہ ہی سے چلتے ہیں۔جب لطیفۂ قلب ہر وقت یا زیادہ وقت ذکر کرتا ہے تو دل گناہوں سے دُھلنا شروع ہوجاتا ہے،اور جب دل ذکراللہ کے نور سے صاف وشفاف ہوجاتا ہے،تب وہ اللہ تعالیٰ کی نظر رحمت کے قابل ہوجاتا ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ:**ان الله لا ينظر الی صورکم ولا اعمالکم ولکن ينظر الی قلوبکم و نياتکم**

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نہ تمہاری صورتوں کو دیکھتا ہے اور نہ ہی تمہارے اعمال کو لیکن دیکھتا ہے تو تمہارے قلوب کو اور تمہاری نیّتوں کو۔(بحوالہ نورالہدیٰ صفحہ 60)

جب کوئی شخص نظر رحمت میں آتا ہے تو دن بدن برائیوں سے دور اور نیکیوں میں سرور حاصل کرتا ہے،اور نیکی کی طرف رغبت بڑھتی ہے،اور اس وقت یا اس سے قبل اللہ تعالیٰ اسے صراطِ مستقیم کے لئے کسی کامل سے ملا دیتا ہے،جیسا کہ

سورۃ کہف میں ہے ''جس کو گُمراہ کرے ہرگز نہ پائے گا کوئی ولی مُرشد'' یاد رہے کہ دل اور قلب میں بڑا فرق ہے، دل ایک گوشت کا ٹکڑا (لوتھڑا) ہے جو جانوروں میں بھی عام ہوتا ہے۔لیکن قلب ہفت لطائف میں سے ایک لطیفہ ہے جس کا تعلق روحِ انسانی کی طرح مخلوق سے ہے یہ محافظِ دل ہے۔ جب اسے جگایا جاتا ہے تو یہ طاقتور ہو کر جسم انسانی سے باہر نکل کر ارواح اور ملائکہ کی صفوں میں جا کر اس انسان کی صورت میں نمودار ہو کر اپنی زبان سے کلمہ پڑھتا ہے، جسے انسان حالت خواب یا مراقبہ یا مکاشفہ کے ذریعے دیکھتا ہے، یہ ہے تصدیقِ قلب کا راز اور اسی لطیفہ قلب کے ذریعے حضور پاک ﷺ کی محفل پاک نصیب ہوتی ہے، ذکر کے حلقے اور ضربیں اسی قلب کو جگانے کے لئے لگائی جاتی ہیں۔

جو لوگ اس علم سے بے بہرہ یا ذکر کے مخالف ہیں وہ کبھی بھی ظاہری عبادت یا ظاہری علم سے قلب تک نہیں پہنچ سکتے کیونکہ ظاہری علم کی انتہا بحث و مباحثہ و مناظرہ ہے جو مقامِ شر بھی ہوسکتا ہے کیونکہ بہتر (72) فرقے اسی ظاہری علم کی پیداوار ہیں اور باطنی علم یعنی قلبی عبادت کی انتہا محفلِ حضوری ﷺ ہے۔ جو ہر قسم کے شر سے محفوظ اور منزّہ ہے۔

اس وقت مسلمان چھلکا کی مانند رہ گئے ہیں اور سینوں میں جو مغز تھا، وہ اسے سے محروم ہو گئے ہیں۔ وہی مغز اصل ہے، جس سے نماز میں لذت ذکر میں جنبش سخاوت میں پہل اور آپس میں اخوت و محبت تھی، اور دین کو پھیلانے کا مجاہدانہ جذبہ تھا۔لیکن اس مغز کے ضائع ہونے سے یہ تمام چیزیں سینوں سے نکل گئیں۔اور ان کی جگہ حسد، تکبر، بغض، کینہ، عداوت اور بخل نے لے لی، اب وہی مسلمان ایک دوسرے کا ان کی وجہ سے دشمن ہو گیا، حتیٰ کہ وہی مسلمان جو کافروں، عیسائیوں کو مسلمان بناتا تھا۔اب ان کا جاسوس اور آلہ کار بنا ہوا ہے، اور بہت سے مسلمان اپنا مذہب چھوڑ کر کیمونسٹ اور عیسائی بن چکے ہیں اس لئے اب یہ ضروری ہو گیا ہے کہ اسمِ ذات کا مغز مسلمانوں کے سینوں میں دوبارہ پہنچانے کی کوشش کی جائے، اور اس کام کو انجام دینے کے لئے ایک انجمن 1980ء میں تشکیل دی گئی وللہ الحمد۔ انجمن سرفروشانِ اسلام پاکستان میدانِ عمل میں نکلی تو لٹریچروں، لائبریریوں کے ذریعہ اولیاء کاملین کی تعلیم کو روشناس کرانے کے لئے محافل ذکر و فکر کا انتظام و انصرام کیا گیا ہے۔

ذرا سابقہ حالات کی طرف توجہ دیجئے کہ زیادہ تر اسمِ اللہ کا مغز کسی کامل کے ذریعہ ہی عطا ہوتا ہے بعض کو اویسی طور پر بھی نصیب ہو جاتا ہے۔ دونوں طرح حاصل کرنے کا طریقہ پیشِ خدمت ہے بہتر ہے کہ سب سے پہلے کسی کامل کو

تلاش کرے یا اگر کہیں مُرید ہے تو ان سے اسمِ ذات کا قلبی ذکر مانگے، کامل ذات ایک ہی نظر سے، کامل ممات زیادہ سے زیادہ تین دن میں اور کامل حیات سات دن تک قلب کا منہ کھول کر ذاکرِ قلبی بنا دیتے ہیں۔ اگر کوئی مرشد سات دن سے زیادہ ٹال مٹول سے کام لے تو بہتر ہے اس سے جُدا ہو جائے اور اپنی عمر عزیز برباد نہ کرے، یا مرشد ناقص ہے یا اس کی اپنی زمین نا قابلِ کاشت ہے یا اس کا نصیبہ کہیں اور ہے۔

ذکر کی زکوٰۃ

ایک عام مسلمان کے لئے پانچ ہزار روزانہ اور امام مسجد کی زکوٰۃ پچیس ہزار ہے تب اس کو مقتدیوں پر فضیلت ہے، غوث وقطب کا درجہ حاصل کرنے کے لئے بہتر ہزار کی زکوٰۃ ہے تب اس کو اماموں پر فضیلت ہے۔ اور فقیر کی زکوٰۃ سوالاکھ روزانہ ہے، تب اسے غوث وقطب پر فضیلت ہے۔

جب قلب کا منہ کھل جائے تو وہ ایک گھنٹہ میں چھ ہزار دفعہ اسمِ اللہ کا ذکر کر لیتا ہے، بعض کا بوقتِ تصور اور بعض کا بغیر تصور بھی ہو جاتا ہے ظاہری عبادت سکھانے، اور ظاہر میں چلانے کے لئے علماء ہی کافی ہوتے ہیں پیروں فقیروں کا کام باطنی محفلوں میں پہنچانا اور باطنی عبادت، یعنی قلبی، روحی، سری، نفسی وغیرہ سیکھانا ہے، اگر کوئی کامل نہ مل سکے تو اپنی قسمت کو آزمانے کے لئے کسی غوث، قطب یا شہید کے مزار پر جائے، پاک وصاف ہو کر ذکر انفاس یعنی سانس اندر لیتے وقت اللہ اور نکالتے وقت ھُو کی مشق کرے اور دل پر تصور کے ذریعے اسمِ اللہ جمانے کی کوشش کرے ذکرِ انفاس، حبسِ دم، ذکرِ خفی، ذکر جہر کی ضربیں یہ سب وسیلۂ ذکر قلبی ہیں، جب قلب جاری ہو جائے تو اتنی محنت کی ضرورت نہیں رہتی قلب کے جاری ہونے کی پہچان یہ ہے کہ ذکر کے وقت قلب میں جنبش ہوگی، ذکر میں لذت آئے گی ممکن ہے کسی مقام کا دورانِ ذکر کشف بھی ہو جائے طبیعت خوش وخرم رہے گی، بغیر دھیان دیئے یا دھیان سے دل میں اللہ اللہ شروع جائے گی، سکونِ قلب میسر ہوگا، دنیاوی ونفسانی خیالات کم ہونا شروع ہو جائیں گے، اگر بات اس کے برعکس ہو جائے تو ذکر کی مشق ترک کر دینی چاہیے، جب تک کسی کامل سے اجازت نہ ہو جائے۔ کیونکہ ہر بوٹی لائق کیمیاء نہیں ہے۔ تنہا مقام پر بھی یہ مشق کی جا سکتی ہے لیکن اس کے لئے حصار ضروری ہے۔

لطیفۂ نفس

سلسلہ نمبر 1: میں قلب کی وضاحت کی گئی۔ اب لطیفۂ نفس کی وضاحت پیش خدمت ہے۔

لطیفۂ نفس ساتواں اور سب سے ادنیٰ لطیفہ ہے اس میں تاثیر آب، ہوا، خاک اور آگ کی ناسوتی ہے۔ اس کی شکل جنات جیسی ہے۔ اور اس کی غذا بھی انہی کی طرح ناری ہے، اور یہ سوتے میں انسان کے جسم سے نکل کر (جسے خواب کہتے ہیں)، اپنے ہم جنسوں کی محافل میں گھومتا رہتا ہے۔ یہ انسان کی ناف میں مقیم رہتا ہے اور پیشانی تک اس کا تسلط ہوتا ہے۔

کلمہ طیبہ۔۔۔۔ آدمؑ اور انکی اولاد کے لئے وسیلہ معافی سزا، وسیلہ تصفیۂ قلب اور تزکیۂ نفس ہے۔ گوایک دفعہ کلمہ طیبہ پڑھنے سے مسلمانوں کے زمرہ میں آ گیا لیکن ناسوت کی نار سے بچنے اور قلب، روح، نفس کو پاکیزہ کرنے کے لئے اس کا یا اس کے مغز اسمِ ذات کا ذکر دائمی ہے۔ جس کی کم سے کم رعایت روزانہ پانچ ہزار ہے قرآن مجید میں ہے۔

قالت الاعراب امنا قل لم تومنو اولکن قولو ااسلمناولما یدخل الایمان فی قلوبکم

ترجمہ: اعراب نے کہا کہ ہم ایمان لائے ہیں، اللہ نے جواب میں فرمایا اے محمد ﷺ ان سے کہہ دو کہ تم ایمان نہیں لائے ہو، یوں کہو ہم اسلام لائے ہیں تب مومن کہلانے کے مستحق ہوں گے، جب ایمان تمہارے دلوں میں داخل ہوگا! (سورۃ الحجرات آیت 14)

جس اسم کے وسیلہ سے آدمؑ کو معافی ہوئی وہ اسم آدمؑ سے پہلے ہی کا تھا یعنی ابتدا اسم محمد ﷺ کے دیکھنے سے اور انتہا جسم محمد ﷺ کے آنے سے ہوئی تھی۔ تبھی تو آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ ہم دنیا میں آنے سے پہلے بھی نبی ہی تھے، سخی سلطان باھُوؒ نے بھی رسالہ روحی شریف میں لکھا ہے کہ آپ ﷺ کی روح مبارک آدمؑ سے بھی 70 ہزار سال پہلے وصل یار تھی۔

لاالٰہ الاالّلہ سے نبوت چلی یعنی آدمؑ سے لے کر آپ ﷺ کے آنے تک نفی اثبات اور صفاتی اسماء کے ذکر تھے اور **محمد رسول اللہ** ﷺ پر نبوّت ختم ہوگئی۔ یعنی اس کے آگے اور کچھ نہ تھا تبھی تو قرآن مجید کی سورۃ احزاب میں ہے۔

ولکن رسول اللّٰہ و خاتم النبین اب جن لوگوں نے آپ ﷺ کے بعد کوئی دوسرا نبی مانا یا اس کلمہ میں ردوبدل کیا وہ کافر ہوگئے۔۔۔۔۔اور جھوٹے نبی کو مان کر اصل کی شفاعت سے محروم ہوگئے! جیسا کہ کچھ انسان شیخ صنعان اور کچھ مرزا غلام احمد کو نبی مانتے ہیں۔

حضرت آدمؑ اور باقی انبیاء علیہم السلام کے علاوہ حضور پاک ﷺ نے بھی غاروں کی سنت ادا کی، معدہ طعام سے خالی رکھا اور ذکر ذات سے نفس کی سرکوبی کی تبھی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ”جب انسان پیدا ہوتا ہے تو اس کے ساتھ شیطان جن بھی پیدا ہوتا ہے، صحابہ اکرامؓ نے پوچھا کہ کیا آپ ﷺ کے ساتھ بھی پیدا ہوا تھا فرمایا پیدا ضرور ہوا تھا لیکن وہ میری صحبت سے مسلمان ہوگیا ہے۔“ یہ اشارہ اس نفس کی طرف تھا۔ایک حدیث میں ہے کہ ”تم نفسوں سے جہاد کرو یہ جہادِ اکبر ہے۔“ اللہ تعالیٰ کا فرمان بھی ہے۔

”**فاقتلوا انفسکم**“، ترجمہ: یعنی اپنے نفسوں کو قتل کرو۔

ایک جگہ فرمایا **قدافلح من تزکھا○ وقد خاب من دسھا○** یعنی جس نے نفس کو پاک کرلیا وہ خلاصی پا گیا۔(سورۃ الشّمس آیت 9-10)

ان آیات واحادیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ خلاصی پانے کے لئے نفس سے جہاد ضروری ہے، اور اس دور میں جبکہ نفس نے انسان کو حیوان (گدھا) بنایا ہوا ہے اس سے جہاد ناممکن ہے خلاصی کیسے ہوگی۔ جب آدمی عالمِ ناسوت میں ہو اور کوئی گناہ نہ بھی کرے یعنی اسی طرح دن رات سوتا رہے تب بھی اس ناسوت کے اثر سے اس کا نفس قوی ہو جاتا ہے، اور وہی نار اس کے قلب کا منہ بند کردیتی ہے۔ یعنی جالے بُنے جاتے ہیں، حتیٰ کہ ایک دن لطیفۂ قلب باہر سے نوری غذا نہ ملنے کی وجہ سے مرجاتا ہے اور نفس مکمل طاقت اور بغیر قلبی مداخلت کے اس کو اپنا غلام بنالیتا ہے وہ نفسِ عمارہ کہلاتا ہے چونکہ نفس کا تعلق شیطان سے ہے۔اور پھر وہ جسم بھی انکا ہوجاتا ہے، اس وقت کسی کو کشف والہام کی صورت

پیدا ہوسکتی ہے۔ جسے استدراج کہتے ہیں۔اس لئے اس کی بچت کے واسطے حکمِ خداوندی ہے۔

فاذکرواللّٰہ قیاماوقعوداوعلی جنوبکم

ترجمہ: اللہ کاذکرکرتے رہوکھڑے بھی، بیٹھے بھی، کروٹیں لیتے بھی۔

(سورۃالنساء آیت103)

جب آدمی ہروقت ذکرِانفاس، ذکرِخفی یاذکرقلبی یا سلطانی وغیرہ کرتا ہےتو جوناری غذا، ہوایاپانی کے ذریعے جسم میں داخل ہوتی ہے۔ ذکر کےنور کی گرمی سے جل جاتی ہےاوروہ امانتیں جواس ڈھانچے میں بند ہیں نار سے محفوظ رہتی ہیں حتیٰ کہ زیادہ ذکر سے وہ لطائف جاگ کرخودہی ذکرکرنا شروع کردیتے ہیں۔اس طریقہ سے نفس کوناری غذا پہنچنا بند ہوجاتی ہے جب وہ بھوک سے مجبورہوتا ہےتو باقی لطائف سے خوراک طلب کرتا ہے وہ اسکواس وقت تک نوری غذانہیں دیتے جب تک وہ کلمہ پڑھ کرمسلمان نہ ہوجائے جب وہ مسلمان ہوجاتا ہےتو خودبخودذکرمیں لگ جاتا ہے۔اور پھرنفس امارہ سے لوامہ پھرملہمہ پھرمطمئنہ کے درجے تک پہنچ جاتا ہے نفس امارہ کا حامل کافرہوتا ہے، لیکن اگرکسی مسلمان کانفس امارہ ہے، تواس پرافسوس کہ نفس کی اصلاح نہ کرے کیونکہ وہ ظاہرمیں مسلمان اور باطن میں کافروں کا ہم جلیس ہے۔ بے شک نفسِ امارہ والامسلمان کافرتونہیں لیکن ناپاک ضرور ہےاورانہی کے لئے حدیث شریف میں ہے کہ'' کچھ مسلمان ایسے بھی ہیں جوقرآن پاک کی تلاوت کرتے ہیں لیکن قرآن ان پرلعنت کرتا ہے۔'' اورقرآن مجید میں ہے''ان نمازیوں کے لئے خرابی ہے جونماز (حقیقت) سے غافل ہیں۔'' تبھی تو حضرت مجددالف ثانی سرہندی فاروقیؒ بھی اپنی مکتوبات میں لکھتے ہیں کہ قرآن ان لوگوں کے پڑھنے کے لائق ہےجن کے نفس ہواوہوس سے پاک ہوگئے ! مقتدی کے واسطے ذکرافضل ہےاورمنتہی کے واسطے قرآن پاک پڑھناافضل ہے(ازمکتوبات شریف) اس لئے ضروری ہے کہ پہلے نفس کی اصلاح کرے جوغارمیں چھپا بیٹھا ہے اسے باہر کے ڈنڈوں یعنی عبادت سے کچھ اثرنہیں ہوتا، ظاہری عبادت سے قالب اور باطنی عبادت قلب اورنفس پاک ہوتے ہیں قالب کوسدھارنے اورغیب کی باتیں سنانے کے لئے علماءشریعت موجود ہیں۔لیکن قلب کوسدھارنے اورغیب کی محفلوں تک پہنچانے کے لئے علماءطریقت ہوتے ہیں، یہ دونوں ایک دینِ اسلام کے دوبازوتھے، کچھ عرصہ علماءاورمشائخ دین کواکٹھا چلاتے رہے، علماءدرویشوں کے بیعت

ہوئے اور درویش علماء کے شاگرد بنے ۔لیکن آہستہ آہستہ علماء بےعمل ہو گئے اور اکثر شیخ باپ دادا کی وراثت سمجھ کر بغیر عبور خالی ہو گئے دین کھوکھلا ہونا شروع گیا،علماء ناقص پیروں سے بیزار اور پیر بےعمل علماء سے نالاں اور امت دونوں سے بیزار ہوگئی۔خالی پیروں نے غوث وقطب کے دعوے کیے بےعمل علماء مجدد اور نبوّت کے جھوٹے دعویدار ہوئے۔ ہر دو خالی نے کشف وکرامات کا انکار اور اس کو بےاہمیت قرار دیدیا،لیکن درحقیقت کشف وکرامات ہی ولی،غوث،قطب و مجدد کی پہچان ہے جوگاہے بگاہے اللہ تعالیٰ انکی تصدیق اور امت کے یقین کے لئے ظاہر فرماتا رہتا ہے۔ولی کی پہچان یہ ہے کہ ظاہر میں لوگوں کو ذکر وفکر میں مشغول کراتا ہے اور باطن میں نوری محفلوں میں پہنچاتا ہے،اللہ اس کے طفیل بیماروں کوشفاء اور حاجت مندوں کی حاجتیں پوری فرماتا ہے نیز بیمار قلوب کا منہ کھول کر کشف القبور حتیٰ کہ کشف الحضور تک لے جاتا ہے مسئلہ یہ ہے کہ نبی کو نہ ماننے والا کافر ہے اور جھوٹی نبوت کا دعویدار بھی کافر اور اس کا متبع بھی کافر ہے لیکن ولی کو نہ ماننے والا بےنصیب اور،کم بخت،اور فیض سے محروم ہے۔جھوٹی ولایت کا دعویدار بھی کم بخت اور سخت گناہ کا مرتکب ہے،جنھوں نے بغیر راہ سلوک یا بغیر اجازتِ محمدی ﷺ کے غوث وقطب بن کر پیری مریدی شروع کردی وہ لوگ سخت گمراہی میں ہیں۔اور مسلمانوں میں بہتر (72) فرقے بنانے اور تخمِ روحانیت ضائع کرنے کے ذمہ دار ہیں ،آج اس دور میں ظاہری علم کی انتہا ہوچکی ہے،جس کا نتیجہ بحث ومباحثہ،مناظرہ ومجادلہ وفرقہ بندی نکلا،لیکن باطنی علم جس کی انتہا محفلِ حضور پاک ﷺ تھی ناپید ہوگیا حضور پاک ﷺ کے زمانہ ظاہری میں مسلمان اس علم کو جانتے اور کرتے تھے،مائیں ذاکرہ ہوا کرتی تھیں بچہ پیٹ ہی سے ذکر کا اثر لے کر آتا تھا،مائیں بچوں کو دودھ پلاتے،سلاتے وقت لوریاں اللہ ھُو سے دیتی تھیں اور اس بچے کے نازک اندام اس اسم کو جذب کر لیتے تھے،جب بچہ ہوش وحواس میں آتا تو ذکر کے حلقوں میں خود بخود کھنچتا چلا جاتا اور ساتھ ساتھ تزکیۂ نفس ہوتا رہتا،آج حقیقت اس کے برعکس ہے۔گانا، ساز وغیرہ جن میں نفس کی غذا ہے کے ذریعے بچے کو سلایا جاتا ہے۔اور سینماؤں،تھیٹروں میں بچوں کو لے جایا جاتا ہے۔اور پھر وہ بڑے ہوکر اپنی نفسانی محفلوں کی بدولت شیطان کے مرید اور آلہ کار بن جاتے ہیں۔اور اپنی ساری عمر جانوروں کی طرح گزار کر چلے جاتے ہیں ایسے ہی لوگوں کے لئے ارشادِ باری تعالیٰ ہے''وہ چوپاؤں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی بدتر!'' (اولئک لا نعام بل ھم اضل)(سورۃ اعراف آیت 179)لیکن شیطان کا

مرید ہونے کے باوجود پھر دعویٰ امتی کرتا ہے چونکہ جس طرح نافرمان بیٹے کو باپ جائیداد سے لاتعلق کر دیتا ہے۔ اسی طرح نافرمان امتی کو بھی حضور ﷺ بے تعلق کر دیتے ہیں۔ ایسے نفسانی لوگ نفس کی اصلاح میں اگر لگتے بھی ہیں تو کامیاب نہیں ہوتے، کیونکہ نفس ان پر مکمل سوار رہتا ہے جب تک کسی کامل کا سہارا اللہ تعالیٰ کا خاص فضل شامل نہ ہو تو کچھ نہیں بنتا۔

نفس نتواں کشت الاظل پیر
دامن ایں نفس کش راسخت گیر

نفس امارہ والے کی نشانی یہ ہے کہ گناہ صغیرہ اور کبیرہ سے بھی کسی طرح کا رنج وملال نہیں ہوتا بلکہ وہ خوشی اور فخر محسوس کرتا ہے۔ اور نفس لوامہ کا حامل گناہ کے بعد افسوس کرتا ہے اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا ارادہ کرتا ہے۔

نفس ملہمہ کے حامل سے اگر اتفاقاً کوئی گناہ سرزد ہونے لگے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے مقدس ارواح یا ملائکہ کے ذریعہ ڈرایا، یا پھر اشارہ دیا جاتا ہے۔ نفس مطمئنہ کے حامل انبیاء واولیاء ہیں۔ نفس امارہ انسان کے اندر کُتے کی شکل میں ہوتا ہے۔ نفس لوامہ گھوڑے کی شکل میں اور نفس ملہمہ بکرے کی شکل میں اور نفس مطمئنہ اسی انسان کی شکل اختیار کر کے حضور پاک ﷺ کی محفل میں شامل ہو جاتا ہے، تب وہ مرتبہ ارشاد پر فائز ہوتا ہے۔ جب کوئی شخص اپنے نفس کی اصلاح میں لگتا ہے تو یہ شکلیں نفس کی تبدیلی کے ساتھ ساتھ اسے حالتِ خواب، مراقبہ یا مکاشفہ کے ذریعے دکھائی جاتی ہیں۔

لطیفۂ روح

سلسلہ نمبر 2: لطیفہ نفس کے متعلق تھا اب لطیفہٗ روح کی وضاحت کی جارہی ہے۔

ایک دن اللہ تعالیٰ کو خیال آیا کہ میں خود کو دیکھوں سامنے جو عکس پڑا تو ایک روح بن گئی، اللہ اس پر عاشق اور وہ اللہ پر عاشق ہوگئی، یہ واقعہ آدمؑ کا جسم بنانے سے 70 ہزار سال پہلے کا ہے، تبھی آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ میں دنیا میں آنے سے پہلے بھی نبی تھا۔ اور اس وقت بھی نبی تھا جب آدمؑ کا وجود نہیں تھا۔

پھر اللہ نے اس روح کی تعظیم اور خود کی پہچان کی خاطر زمین وآسمان بنائے، حوریں، فرشتے سجائے **لولاك**

لما خلقت الافلاک ''اگر آپ نہ ہوتے تو میں زمین وآسمان پیدا ہی نہ کرتا۔''

پھر امر ربی ہوا اور عالم عنکبوت میں بے شمار روحیں پیدا ہوگئیں پھر اللہ ان روحوں سے مخاطب ہوا۔

الست بربکم کیا میں تمھارا رب نہیں ہوں؟ سب نے کہا ''**بلٰی**'' یعنی ہاں۔(سورۃ الاعراف آیت نمبر 172)

پھر ان کو دنیا اور اس کی لذات دکھائی گئیں، بہت سی روحیں دنیا کی لذات کی طلبگار ہوئیں، اور بہت سی اللہ کی طلبگار ہوئیں۔ان کا اقرار انکی تقدیر ازل بن گئی، اب روحوں کو دنیا میں ظاہر کرنے اور ان کے اقرار کا امتحان لینے کے لئے مٹی کا بت بنایا گیا، اس میں روح ڈالی حرکت شروع ہوگئی اور اس کے ذریعہ انسانوں کے روپ میں روحیں زمین پر آنا شروع ہوگئیں۔

جب آدمؑ کی روح جسم میں داخل ہوئی تو اس نے ''یا اللہ'' کہا تھا اور سینے کے دائیں جانب اس نے اپنا مسکن بنالیا۔اور یہی ذکر روحوں کے لئے مخصوص ہوگیا۔جب ماں کے پیٹ میں نطفہ پڑتا ہے تو اس کے خون کو اکٹھا رکھنے کے لئے روح جمادی پڑتی ہے۔اور پھر خون کو بڑھانے کے لئے روح نباتی پڑتی ہے چھ ماہ کے بعد روح حیوانی پڑتی ہے جس کے ذریعے بچہ پیٹ میں حرکت کرتا ہے، ان روحوں کا تعلق ناسوت سے ہی ہے، جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو روح انسانی نظام قدرت کے تحت عالم عنکبوت سے لا کر بمعہ لطائف جسم میں ڈال دی جاتی ہے اس کا رنگ سرخ ہوتا ہے انسانوں اور حیوانوں میں فرق صرف انہی روحوں سے ہے۔

جسم چلنے پھرنے کے لئے روح کا محتاج تھا۔اور روح خوراک کے لئے جسم کی محتاج ہوگئی عالم ناسوت صرف جنات کے لئے تھا۔ یہاں کی آب وہوا میں ان کے مزاج کے مطابق نار تھی وہی نار غذا اور سانس کے ذریعہ جسم میں داخل ہوئی، عرصہ بعد لطیفۂ قلب کو کمزور یا ختم کرنے کے بعد روح تک پہنچی اور ایک دن روح بھی سراپا نار یعنی شیطان بن گئی، اس کے معاون لطائف مر گئے، اور لطیفۂ نفس کے جُسے طاقت پکڑ گئے۔مرنے کے بعد روح تو برزخ میں چلی گئی لیکن وہی نفس کے جُسے شیطان کے ٹولے میں مل کر مخلوق خدا کو نقصان پہنچانے لگے جن کو بدروحوں کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ناری غذا کے ساتھ جب ناری کلمات کو بار بار پڑھا جاتا ہے، تو وہ جادوگر بن جاتے ہیں، ان کے اندر کی تمام

رحمانی صلاحیتیں ختم ہو جاتی ہیں اور شیطانی اور حیوانی طاقتیں اجاگر ہوتی ہیں۔اس وقت اس کی نسبت اور دوستی ابلیس اوراس کی قوم سے ہو جاتی ہے جنکے ذریعہ وہ عجیب عجیب تماشے دکھاتا ہے۔لوگوں کو نفع ونقصان پہنچاتا ہے کئی ہوا میں اڑتے ہیں اور کئی پانی پہ چل سکتے ہیں ان کا نفس امارہ بن جاتا ہے۔نفس امارہ کافروں میں ہوتا ہے اور یہ بھی مثل کافر ہی کہلاتے ہیں ان لوگوں میں خوف خدا،خوف قہر سب ختم ہو جاتا ہے، گناہِ کبیرہ اور مخلوق کو ستا کر خوش ہوتے ہیں۔

دوسری قسم کے جسم جو نہ ناری کلمات پڑھتے ہیں۔اور نہ ہی نوری کلمات پڑھتے ہیں ان کی روح بھی دن بدن کمزور ہوتی رہتی ہے،اس کے معاون لطائف بھی بے جان ہو جاتے ہیں، نتیجہ یہ کہ نفس کا تسلط ہو جاتا ہے، چونکہ ان میں کچھ رحمانی طاقتیں دبی ہوئی ہوتی ہیں اس لئے کبھی کبھی خوف خدا بھی آتا ہے،عبادت کا خیال بھی آتا ہے، لیکن غلبہ نفس کی وجہ سے ارادے کی تکمیل نہیں ہوتی۔اگر کچھ عبادت کر بھی لیں تو قلب کا منہ بند ہونے کی وجہ سے روح تک نہیں پہنچتی ان کی عبادت بھی بے لذت اور بے کیف ہی ہوتی ہے،انہیں اگر کوئی کامل مل جائے تو ان کی تقدیر پلٹ سکتی ہے۔

جمادی،نباتی اور حیوانی روحوں کا تعلق اسی ناسوت سے ہے، یوم محشر اور حساب کتاب سے انہیں کوئی واسطہ نہیں ہوتا، دنیا میں گھومتی رہتی ہیں۔ایک جسم کو چھوڑا دوسرے میں داخل ہوگئیں، لیکن روحِ انسانی ایک ہی جسم کے لئے مخصوص ہے، ملائکہ کے ذریعہ جسم میں داخل کی جاتی ہے۔پھر کراماً کاتبین اس کی دیکھ بھال اور حساب کتاب کے لئے جسم کے دائیں بائیں ہو جاتے ہیں ملائکہ ہی اسے اپنی تحویل میں برزخ لے جاتے ہیں، اگر روح صالح تھی تو وہاں آزاد رہتی ہے ،بارہ سال تک دنیا میں گاہے بگاہے آتی رہتی ہے اس کے بعد دنیا سے سلسلہ منقطع کر کے علیین سے ہی مانوس ہو جاتی ہے ۔البتہ کسی کامل کی طلب پر اسے ملائکہ کے ذریعہ حاضر کیا جاتا ہے۔

تیسری قسم کے لوگ خواص سے تعلق رکھتے ہیں، انکی روحوں نے وہاں اللہ کی محبت کا اقرار کیا، دنیا میں آکر وہی اقرار ان کی طلب بن گیا اور وہ اللہ کے لئے وسیلہ ڈھونڈنے میں کامیاب ہو گئے۔ایک وسیلہ قرآن پاک سے ہے جو علم ظاہری، قالب اور نفس کو سدھارنے سے متعلق ہے،"**ذالك الكتا ب لاريب فيه هدى للمتقين**" (سورۃ بقرہ آیت 2) اس کتاب میں کوئی شک نہیں، پرہیز گاروں کو ہدایت کرتی ہے۔

یہ علماء کے حصے میں آئی، اور علماء کی زبان سے ہی لوگوں کو ہدایت ہوئی اس کو مقام شنید اور شریعت کہتے ہیں۔

دوسرا وسیلہ حضور پاک ﷺ کی صحبت اور محبت ہے ۔ چونکہ محبت کا تعلق دل سے ہے دل سے دل کو راہ ہوتی ہے۔ آپؐ کے دل کا نور اس کے دل میں داخل ہوا اور وہ نور سے ہی ہدایت پا گئے، چونکہ دل کا تعلق باطن سے ہے اور وہ باطنی اسرار کے واقف ہوئے اس کو طریقت کہتے ہیں اور اس کا مقام دید ہے یہ لوگ اولیاء اللہ کہلائے اور ان کی صحبت میں بیٹھنے والوں کو بھی نور سے ہی ہدایت ہوئی جیسا کہ ''**یهدی اللّٰه لنوره من یشاء**'' ترجمہ: اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے نور سے ہدایت دیتا ہے۔ (سورۃ النور آیت 35)

ایک بستی میں کچھ لوگ شریعت کے اور کچھ لوگ طریقت کے حامی تھے، حضرت عبداللہ ابن مبارک مروزی جنہیں ظاہری اور باطنی علوم پر عبور تھا شریعت والوں کو علم القرآن سے سدھارا اور طریقت والوں کو ذکر اللہ سے پہنچایا تب سے آپ کو راضی الفریقین کہا جاتا ہے۔

لیکن اکثر شریعت کے علماء اور طریقت کے فقیروں کا آپس میں اختلاف ہی رہا، ایک دوسرے کے اوپر نقطہ چینی ہی کرتے رہے، عالم نے کہا کہ علم فقہ و حدیث یاد کر دین اسی میں ہے فقیر نے کہا اللہ کا ذکر بے شمار کر ورنہ نادانی ہے۔ عالم نے کہا فقیر دیوانہ ہے فقیر نے کہا عالم رب سے بیگانہ ہے علم ظاہری اور علم باطنی کا ایک ثبوت قرآن مجید میں خضرؑ اور موسیٰؑ سے متعلق ہے۔

ایک اور روایت ہے کہ مولانا جلال الدین رومیؒ سے قلمی کتاب کے متعلق جب شاہ شمس تبریزؒ نے پوچھا، یہ کیا ہے مولانا نے فرمایا یہ وہ علم ہے جسے تم نہیں جانتے جب شاہ شمسؒ نے وہ کتاب پانی کے حوض میں پھینک دی تو مولانا برہم ہوئے انہوں نے کہا گھبراؤ مت میں ابھی نکالتا ہوں، جب پانی سے کتاب نکالی تو وہ خشک تھی ۔ تب مولانا نے حیرت سے پوچھا یہ کیا ہے، فرمایا یہ وہ علم ہے جسے تم نہیں جانتے۔

جب دل میں نور اترا، پھر دل سے روح کو روح سے سری کو اور سری سے خفی کو خفی سے اخفیٰ کو اور اخفیٰ سے لطیفۂ انا کو پہنچا۔ پھر جو بھی نار باہر سے آئی ان لطائف نے اس کو جلا دیا حتیٰ کہ نفس بھی ناری غذا سے محروم ہو گیا، اور اس نے زندہ رہنے کے لئے کلمہ پڑھ لیا۔ اور کلمے کا نور اس کی غذا بن گئی، وہ امارہ سے پھر الہامہ اور پھر مطمئنہ کے درجے پر پہنچ گیا اور یہ روح بھی سراپا نور بن گئی، حدیث شریف میں ہے کہ جس کی زبان پر مرتے وقت کلمہ شریف ہوگا، بغیر حساب کتاب کے

جنت میں داخل ہوگا (مسلم شریف)۔لیکن اکثر مرتے وقت حالت سکرات میں زبان پہلے ہی بند ہوتی ہے،لیکن جن کے قلبوں کی دھڑکن اللہ اللہ میں ضم ہوگئی ان کے قلبوں کے منہ بند نہیں ہوتے۔

حال ہی میں ترکی کے ایک شخص کے دل کا آپریشن ہوا، دل کے اوپر نمایاں لفظ ''اللہ'' لکھا ہوا تھا اور اس کی خبر اور تصویر پاکستان کے اخباروں نے بھی شائع کی،خواجہ بہاؤالدین نقشبندی کو نقشبند اس وجہ سے کہتے ہیں کہ وہ اپنی روحانی طاقت سے لوگوں کے دلوں پر لفظ ''اللہ'' نقش کر دیتے تھے جسے لوگ مراقبہ،خواب یا کشف کے ذریعے دیکھتے تھے۔

قرآن مجید بھی گواہ ہے کہ کچھ لوگ ایسے ہیں جن کے دلوں پر ایمان لکھ دیا(**اولئك كتب فى قلوبهم الايمان**)(سورۃ المجادلہ آیت 22)جب ایسا آدمی دنیا سے گیا۔منکر نکیر قبر میں سوال کے لئے آئے روح کو نور سے چمکتا پایا،اسم اللہ دل پر لکھا دیکھا خاموش ہوگئے کہنے لگے،اے بندۂ خدا آرام سے سوجا ہمیں شرم آتی ہے کہ تجھ سے کوئی سوال کریں تیرے اعضاء خود گواہی دے رہے ہیں،قبر دیکھتی ہے کہ اس سے منکر نکیر نے بھی سوال نہیں کیا کہیں مجھ سے باز پرس نہ ہوجائے،وہ کشادہ ہوجاتی ہے اور اسم اللہ کے نور سے قبر منور ہوجاتی ہے اس کے بعد امان نامی فرشتہ آتا ہے جس نے روح کو برزخ میں پہنچانا ہوتا ہے۔منکر نکیر سوال وجواب کا نمبر کفن پر لکھ جاتے ہیں،لیکن اس کا کوئی نمبر نہیں ہوتا۔وہ روح کو رضوان کے پاس لے جاتا ہے کہ اسے جنت میں داخل کردو رضوان نمبر طلب کرتا ہے امان کہتا ہے اس کا کوئی حساب کتاب نہیں اس کی چمک ہی اس کا نمبر ہے اس طریقے سے وہ روح بغیر حساب کتاب کے جنت میں داخل ہوجاتی ہے اور اس کے نفس کے جُسے جمادی اور نباتی روحیں نوری طاقت میں آنے کی وجہ سے اس کی قبر میں ہی رہتے ہیں،نماز،تلاوت،ذکر وفکر کے علاوہ لوگوں کو ناسوتی فیض بھی پہنچاتے ہیں اور قلب کے جُسے ملکوت میں مسکن بنا لیتے ہیں اور لطائف اپنے اپنے مقامات پر اسی انسان کی شکل میں چلے جاتے ہیں جیسا کہ جب حضور پاک ﷺ معراج کے وقت موسیٰ کی قبر سے گذرے تو دیکھا کہ موسیٰ نماز پڑھ رہے تھے،جب آپؐ فوراً ہی آسمان پر پہنچے تو وہاں پر موسیٰ کو پایا۔

یہ لطائف ہر انسان میں ہوتے ہیں۔ذکوریت اور ان کی ضربوں سے جاگتے ہیں۔پھر ان کی پرورش اور تعلیم

سے ہی اس مقام پر پہنچا جا سکتا ہے۔ بغیر پرورش اور غذا کے یہ لطائف سینے میں ہی ضائع ہو جاتے ہیں اور جن کی وجہ سے انسان اشرف المخلوقات تھا ارذل المخلوقات بن جاتا ہے۔

اس دنیا میں امتی کی پہچان نام، عمل، شکل اور کلمہ طیبہ سے ہے لیکن وہاں پہچان چمک دمک سے ہے، جیسا کہ عیسیٰؑ کی امت کی روحیں یا قدوس، موسیٰؑ کی امت کی روحیں یا رحمٰن، سلیمانؑ کی امت کی روحیں یا وہاب اور داؤدؑ کی امت کی روحیں یا ودود کے نور سے چمک رہی ہوں گی۔

اور یہ روحیں جو اسمِ ذات کے نور سے چمک رہی تھیں وہی امت محمد ﷺ سے ہیں، جو روحیں بغیر کسی چمک کے اپاہج یا کمزور یا ناری ہوں گی وہ کبھی بھی کسی امت میں متصور نہ ہوں گی، بلکہ اس امت میں جاسوس تصور کی جائیں گی۔ جیسا کہ قرآن میں ہے۔

ام حسب الذین اجتر حواالسیات ان نجعلھم کالذین امنو!(القرآن)

ترجمہ: جن لوگوں نے بدکاری کو اپنا شیوہ بنایا، کیا انہوں نے سمجھ رکھا ہے کہ ہم انہیں مومنوں کے برابر کر دیں گے۔ (سورۃ الجاثیہ آیت 21)

قیامت کے دن اسرافیلؑ صور پھونکیں گے، ہر ذی روح نباتی، جمادی، حیوانی، انسانی، جن، فرشتے، لطائف، جُسے سب ختم ہو جائیں گے دوبارہ جب صور پھونکیں گے، تو صرف انسانی، جناتی روحیں ملائکہ دوبارہ زندہ ہوں گے، لطائف جُسوں کی عبادت روحوں کو تبدیل ہو جائے گی۔ جس سے ان کے مراتب بڑھ جائیں گے، روحوں کو نئے جسم دیئے جائیں گے جو نہ مریں گے نہ جلیں گے۔ کچھ روحیں ان جسموں سے جہنم میں اور کچھ بہشت میں داخل کی جائیں گی۔

بہشت والے حوروں سے مجامعت کر سکیں گے، جنت کے میوہ جات کھا پی سکیں گے، لیکن ناپاک نہ ہوں گے ،جس طرح کچھ عرصہ آدمؑ اور اماں حوا نے جنت میں گزارا۔ ان جسموں سے پہلے جو روحیں برزخ میں ہیں، ان میں زن و مرد کا کوئی امتیاز نہیں۔ اور نہ ہی زن و مرد والی کوئی بات ہے۔

جب روح نوری غذا سے جوان ہو جاتی ہے تو جسم سے مراقبہ کے ذریعہ عالم جبروت تک پہنچ سکتی ہے وہاں کی روحوں اور ملائکہ سے مانوس ہو جاتی ہے، ایسا شخص جبروتی کہلاتا ہے۔ یہ ولایت کا دوسرا درجہ ہے اور یہ قدم ابراہیمؑ سے

ہے جبروت میں سدرۃ المنتہیٰ سے ذرا نیچے بیت المعمور ہے، جہاں سب فرشتے اور صالح ارواح اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں۔خانہ کعبہ بیت المعمور کی نقل ہے، ابراہیمؑ کو کشف میں دکھایا گیا تھا،تب آپ نے اسی کے مطابق اس کی بنیاد رکھی تھی۔اللہ تعالیٰ بیت المعمور کی مخلوق سے بذاتِ خود بذریعہ آواز ہمکلام ہوتا ہے جب سیدنا غوث اعظمؓ کی روح مبارک کا جنگل میں مراقبہ لگتا۔وہاں کے ڈاکو آپ کو مردہ سمجھ کر قبر میں دفنانے کے لئے لے جاتے لیکن دفن ہونے سے پہلے ہی آپ بیدار ہوجاتے کئی بار ایسا ہوا۔

روحیں عالم عنکبوت میں بارہ سالہ بچہ کی عمر میں اکٹھی رہتی ہیں جب دنیا میں آتی ہیں تو اس عالم کی باتیں بھول جاتی ہیں، جب دنیا میں آ کر برزخ میں جاتی ہیں تو اسی جسم کی شکل اختیار کر لیتی ہیں اور جب برزخ سے زمین پر آتی ہیں تو سفید اور سبز پرندوں کی شکل اختیار کر لیتی ہیں اور صور پھونکنے کے بعد روحیں سب رشتے ناطے بھول جائیں گی، نئے جسم ہونگے نئی شکلیں ہونگی، نہ اولاد ہوگی نہ ہی بڑھاپا آئے گا، بس یہی اک افسوس ہوگا کہ دنیا میں جو لمحہ ذکر اللہ سے خالی گزرا ''کاش ایسا کبھی نہ ہوتا''

انہی علوم کی پہچان کیلئے کتاب مینارہ نور کی بھی اشاعت کی گئی ہے جو مسلمان کیلئے ایک مشعل راہ ہے۔

دعا گو

حضرت سیدنا ریاض احمد گوہر شاہی مدظلہ العالی
المرکز روحانی، انجمن سرفروشانِ اسلام پاکستان
خورشید کالونی، نزد خدا کی بستی
کوٹری ضلع دادو فون:0221-870735

اقسام بیعت

پہلی قسم کی بیعت: کسی کامل سے دست بیعت ہونے کے بعد فیض کا سلسلہ شروع ہوتا ہے اس قسم میں صرف نسبت یا منسلک ہونے سے خاص فیض نہیں ہوتا یہ سلسلہ ہر دور میں موجود ہوتا ہے لیکن اصل کا ملنا محال ہے۔ جیسا کہ ایک شخص کو قادری ولایت ملی اور وہ غوث یا قطب ہوا۔ اس کی وفات کے بعد اس کا لڑکا گدی نشین ہوا پھر اس کا لڑکا اور یہ سلسلہ اس طرح چلتا رہا۔ لیکن ضروری نہیں کہ باپ بھی غوث بیٹا بھی غوث حتیٰ کہ ساری نسل غوث ہی ہو کیونکہ ولایت وراثت نہیں بلکہ خداداد ہے اور اس کامل کے خلفاء کی اولاد بھی نسل در نسل گدی نشین بن گئی اب یہ سارے قادری بزرگ ہی کہلائیں گے ان میں کئی وردو وظائف کے عامل اور کئی ظاہری عالم بھی ہونگے۔ لیکن خود کو فقیر کہلائیں گے۔ جو کہ فقر کی بو سے بھی آشنا نہ ہونگے کوئی غوثیت اور کوئی قطبیت کے دعوے میں ہوگا پھر اصل کو ٹھکرائیں گے اور جھٹلائیں گے اس قسم کی ہزاروں گدیاں اور سجادے اور ہزاروں غوث وقطب ہر شہر میں ہر وقت ملیں گے۔

جبکہ ایک وقت میں ایک ہی غوث وتین قطب ہوتے ہیں ان لوگوں سے بیعت ہونا بیکار ہے اس بیعت سے بہتر تھا کہ کسی ولی کی صحبت میں ایک لمحہ گزار دیتا شاید اصحاب کہف کے کتے کی طرح صرف صحبت سے ہی حضرت قطمیر بن جاتا۔

یک زمانہ صحبت با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

دوسری قسم کی بیعت: سلسلہ اویسہ کے کسی کامل سے ذاتی منسلک ہونے یا نسبت سے ہی فیض شروع ہو جاتا ہے لیکن یہ سلسلہ کبھی کبھی آتا ہے اس لئے اس کی شناخت بھی محال ہے۔ کامل چاہے اسے بیعت کرے یا نہ کرے لیکن وہ اویسی بیعت میں آجاتا ہے اور طالب کہلاتا ہے کامل کے ذمہ اور نظر میں اسوقت تک رہتا ہے۔ جب تک کامل اس کا رخ کسی دوسری طرف نہ پھیر دے۔

حضرت اویس قرنیؓ کو بھی بغیر دست بیعت کے حضور پاک ﷺ سے فیض تھا حضرت ابوبکر حواریؒ کو بھی حضرت

ابوبکرؓ سے اویسی فیض تھا۔ان سے باقاعدہ سلسلہ حواریہ چلا بایزید بسطامیؒ کو بھی حضرت امام جعفر صادقؓ سے اویسی فیض تھا ان سے بھی سلسلہ بسطامی چلا۔سخی سلطان باہوؒ کو بھی حضور پاک ﷺ سے اویسی فیض تھا۔راہ سلوک میں کچھ منازل پانے کے بعد آپ اپنی والدہ کے بے حد اصرار پر حضرت عبدالرحمٰنؒ سے بیعت ہوئے جس کی آپ کو ضرورت نہ تھی آپ لوگوں کو بھی بغیر دست بیعت کے فیض پہنچاتے اور نظروں سے مسلمان بناتے اور اللہ تک پہنچاتے ۔اگر کسی کو کسی کامل سے قلب اور سینے کا روحی فیض ہو جائے تو وہ خود بخود اس کے سلسلہ میں پیوست اور ولایت میں ضم ہو جاتا ہے۔

نماز حقیقت اور نماز صورت میں فرق

نماز صورت کا تعلق زبان سے ہے۔بہتر 72 فرقے والے یہی نماز پڑھتے ہیں۔خوارج بھی،منافق بھی اور جن پر علمائے اسلام نے کفر کا فتویٰ دیا وہ قادیانی بھی یہی نماز پڑھتے ہیں۔حتیٰ کہ کافر جاسوس بھی ایسی نماز پڑھ پڑھا کر چلے گئے۔حضور پاک ﷺ کے زمانے میں ایک پری نے شیطان کو بھی نماز پڑھتے دیکھا تھا۔اگر ایسی نماز جنت کی کنجی ہے تو پھر سارے ہی جنتی ہوئے۔جبکہ حدیث شریف میں ہے کہ ''ایک فرقہ صحیح اور جنتی ہوگا۔''

نماز حقیقت کیا ہے۔اس کا ملنا بہت مشکل ہے۔اور اس کو صرف اہل دل پا سکتے ہیں۔نماز حقیقت کیلئے تین (3) شرطیں ہیں۔ایک کی بھی کمی سے نماز نامکمل ہے۔

اول: زبان اقرار کرے زبان سے ادائیگی ہو کیونکہ کافروں کی زبان اقرار نہیں کرتی۔

دوئم: قلب تصدیق کرے یعنی زبان کے ساتھ ساتھ قلب بھی نماز پڑھے یا صرف دوران نماز قلب اللہ اللہ کرتا رہے کیونکہ منافقوں کے قلب تصدیق نہیں کرتے۔دوران نماز قلب اللہ اللہ تب کرے گا جب دل کی ہر دھڑکن کو اللہ اللہ میں تبدیل کر لیا جائے جسے ذاکر قلبی کہتے ہیں۔

سوئم: جسم بھی عمل کرے یعنی نماز پڑھنے کے ساتھ ساتھ رکوع وسجود کرے کیونکہ فاسقوں کے جسم عمل نہیں کرتے نماز میں ایک اور کڑی شرط ہے کہ ہم اللہ کو دیکھ رہے ہوں یا اللہ ہم کو دیکھ رہا ہو۔ظاہر ہے ہم اللہ کو نہیں دیکھ رہے اور اللہ بھی ہمیں نہیں دیکھتا کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ

ان اللہ لا ینظرا لی صور کم ولا ینظر الی اعمالکم ولکن ینظر الی قلوبکم و نیا تکم(بحوالہ نور الھدیٰ صفحہ 60)

ترجمہ:''اللہ تعالیٰ نہ تمہاری صورتوں کو دیکھتا ہے اور نہ تمہارے عملوں کو دیکھتا ہے وہ تو تمہارے قلبوں اور نیتوں کو دیکھتا ہے۔'' بے شک ہمارے اعمال صالح ہیں۔لیکن جس قلب پر اللہ کی نظر پڑتی ہے وہ تو سیاہ ہے

لوگوں نے دیکھا نمازی ہے لیکن اللہ نے قلب سیاہ کی وجہ سے نہیں دیکھا تو یہ نماز دکھاوا بن گئی جس کیلئے حکم الٰہی ہے کہ ترجمہ:۔ان نمازیوں کیلئے تباہی ہے جو نماز حقیقت سے بے خبر ہیں اور ان کی نماز دکھاوا ہے (سورۃ الماعون آیت 4-5-6)

زبان کا تصرف عالم ناسوت میں ہے۔بی بی سی لندن سے آواز پاکستان بلکہ اس سے بھی دور پہنچی ہے زیادہ زبانی عبادت سے زبان میں شیرینی اور اثر آجاتا ہے۔اس کی تقریروں اور وعظوں پر دنیا عش عش کرتی ہے۔بہت زیادہ عبادت اور وردووظائف سے ایک قسم کی ولایت مل جاتی ہے جس کا تعلق مخلوق اور اس کے درمیان ہوتا ہے۔لیکن مرنے کے بعد یہ ولایت مخلوق میں ہی رہ جاتی ہے اور وہ خالی ہاتھ جاتا ہے۔قلب کا تعلق عرش معلیٰ سے ہے۔جب یہ یہاں گونجتا ہے تو اس کی آواز عرش معلی میں پہنچتی ہے قلب کی زیادہ عبادت سے قلب میں نرمی اور شیرینی پیدا ہوجاتی ہے۔جس پر اللہ تعالیٰ عش عش کرتا ہے۔قلب کی دائمی عبادت سے دوسری قسم کے ولایت بھی مل جاتی ہے جس کا تعلق خالق اور اس کے درمیان ہوتا ہے اور مرنے کے بعد یہ ولایت ساتھ جاتی ہے اور وہی قلب اس نماز کو عرش تک پہنچانے کا ذریعہ ہے۔اور وہی نماز پھر مومن کی معراج ہے۔ایسی نماز اگر پورے دن میں دو رکعت بھی میسر آجائے تو پھر بھی بخشش کی امید ہے۔نماز صورت دن رات پڑھتا رہے تب بھی رب سے دور ہی ہے۔

مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں (نماز حقیقت خاصان خدا کیلئے ہے۔عام کو بھی اس کے حصول کی کوشش کرنا چاہیے کیوں نہ چین تک جانا پڑے)۔

تبھی تو حدیث میں ہے کہ''دل کی حضوری کے بغیر نماز قابل قبول نہیں۔''

تشریح:۔لطیفۂ قلب بذات خودعرش معلیٰ پر حاضر ہوتا ہے یالطیفۂ قلب کی آوازعرش معلٰی پر حاضر ہوتی ہے اورنمازی زمین پررکوع وسجود میں! جیسا کہ معراج میں جب حضور پاک ﷺ حضرت موسیٰ کی قبر سے گزرے تو موسیٰ قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔اورآپ ﷺ جب فوراً عرش پر پہنچے تو دیکھا کہ موسیٰ وہاں بھی نماز پڑھ رہے ہیں۔

روحانیت سے دلچسپی رکھنے والوں کے لئے چند نادر و نایاب تحفے

حضرت قبلہ سیدنا ریاض احمد گوھر شاہی مدظلہ العالی کے روحانی قلم کے شاہکار جن میں معرفتِ الٰہی اورعشقِ رسول ﷺ کےنور کی کرنیں چھائی ہوئی ہیں۔

مینارۂ نور: جس میں حضرت صاحب نے فقیری، مرشد کامل اور ذکر کے بارے میں تفصیل سےلکھا ہے۔

روحانی سفر: اس کتاب میں حضرت شاہ صاحب کی آپ بیتی ہے۔

تریاق قلب: اس کتاب میں حضرت صاحب کےصوفیانہ اشعار پرمبنی ایک مجموعہ ہے۔

چند بڑے شہروں کے ایڈریس اور رابطہ نمبرز

مرکزی آستانہ:

المرکز روحانی، مدرسہ سرفروشان اسلام خورشید کالونی خدا کی بستی کوٹری شریف فون نمبر 0221-870735

کراچی: دفتر انجمن سرفروشان اسلام پٹیل بلڈنگ فرسٹ فلور یمر جنسی گیٹ سول ہسپتال فون نمبر 021-7726964

حیدرآباد: دفتر انجمن سرفروشان اسلام 37/A تھرڈ فلور رابعہ اسکوائر گاڑی کھاتہ فون نمبر 0221-785814

ملتان: دفتر انجمن سرفروشان اسلام کوٹھی نمبر 2 رائٹرز کالونی معصوم شاہ روڈ بہار چوک فون نمبر 061-562486

فیصل آباد: P:92/A جیون سنگھ والا پیپلز کالونی نمبر 1 سخی سرور روڈ، نزد فیصل ہسپتال فون نمبر 041-546691

لاہور: دفتر انجمن سرفروشان اسلام مکان نمبر 1 گلی نمبر 12 الکریمیہ روڈ نزد ٹی بی ہسپتال بلال گنج فون نمبر 042-7110894

راولپنڈی: دفتر انجمن سرفروشان اسلام ڈھوک مٹکال بلمقابل ریلوے ہسپتال گراونڈ فون نمبر 051-5516813,5576683